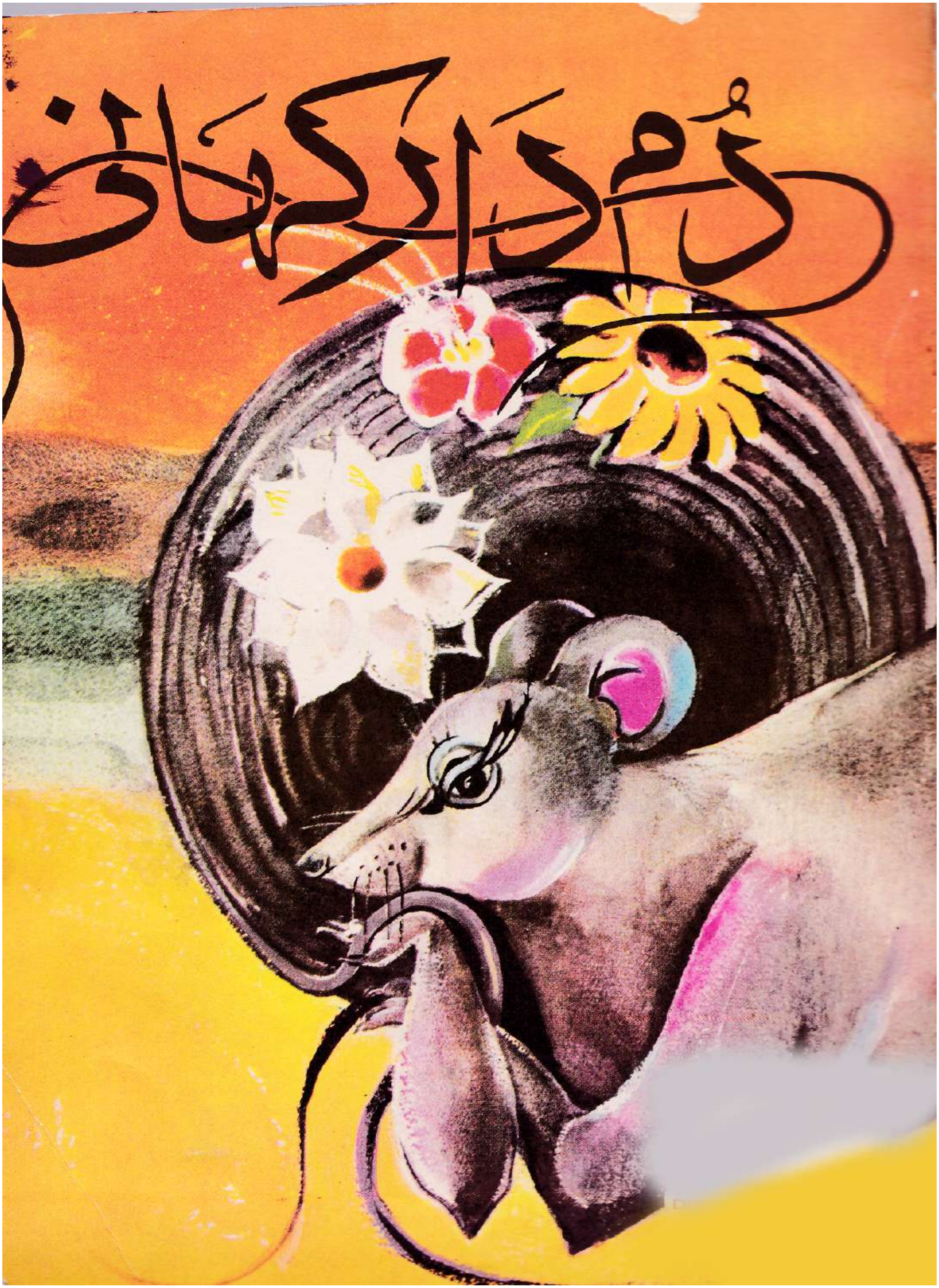

دُم دار کہانی

نہرو بال پستکالیہ

دُم دار کہانی

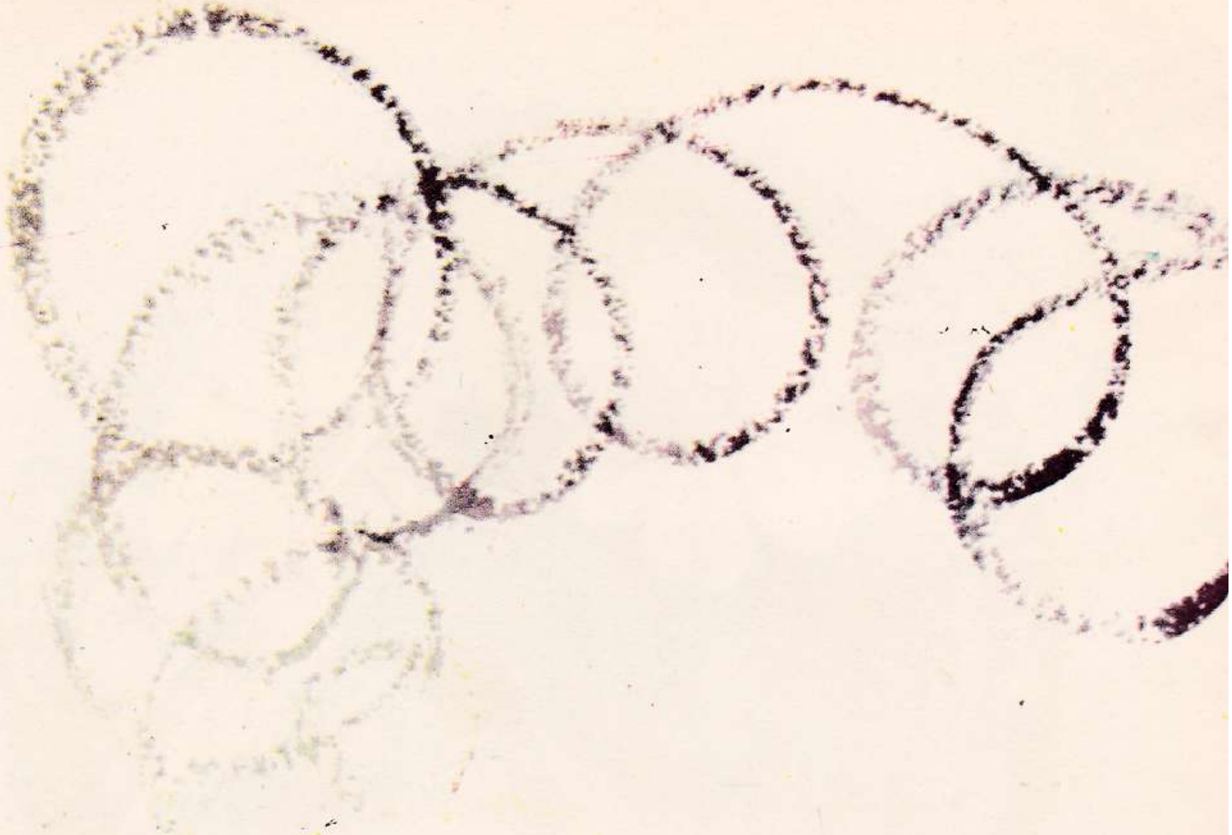
ایک پرانی لوک کتھا

از: ایم۔ سی۔ گیبریل
مصورہ: جیوتش دت گپتا
مترجم: انیس مرزا



نیشنل بک ٹرسٹ، انڈیا
نئی دہلی





دُم دار کہانی

پرانے زمانے کا ذکر ہے کہ ایک چوہیا تھی، اس کی دُم تھی بہت بہت لمبی، کوئی بھی دوسرا چوہا جب اس سے ملتا تو کہتا کہ ہائے دُم اور اتنی لمبی! وہ جہاں کہیں جاتی ادھر ادھر سے اپنی دُم کو دیکھتی کہ دُم اس کے پیچھے پیچھے کیسے ہل رہی ہے، وہ بڑے فخر سے اسے ہلاتی۔

اپنی ہی دُم کو اس طرح دیکھنا اس کی عادت بن گیا۔ دوسرے چوہوں نے بھی دیکھا کہ وہ اپنی ہی دُم کو اِس طرف اس طرف سے کس طرح دیکھتی رہتی ہے تو انھوں نے اسے "دُم چھل" کے نام سے پکارنا شروع کر دیا۔ یہ کوئی اچھا نام نہیں تھا اور چوہیا کو بھی اچھا



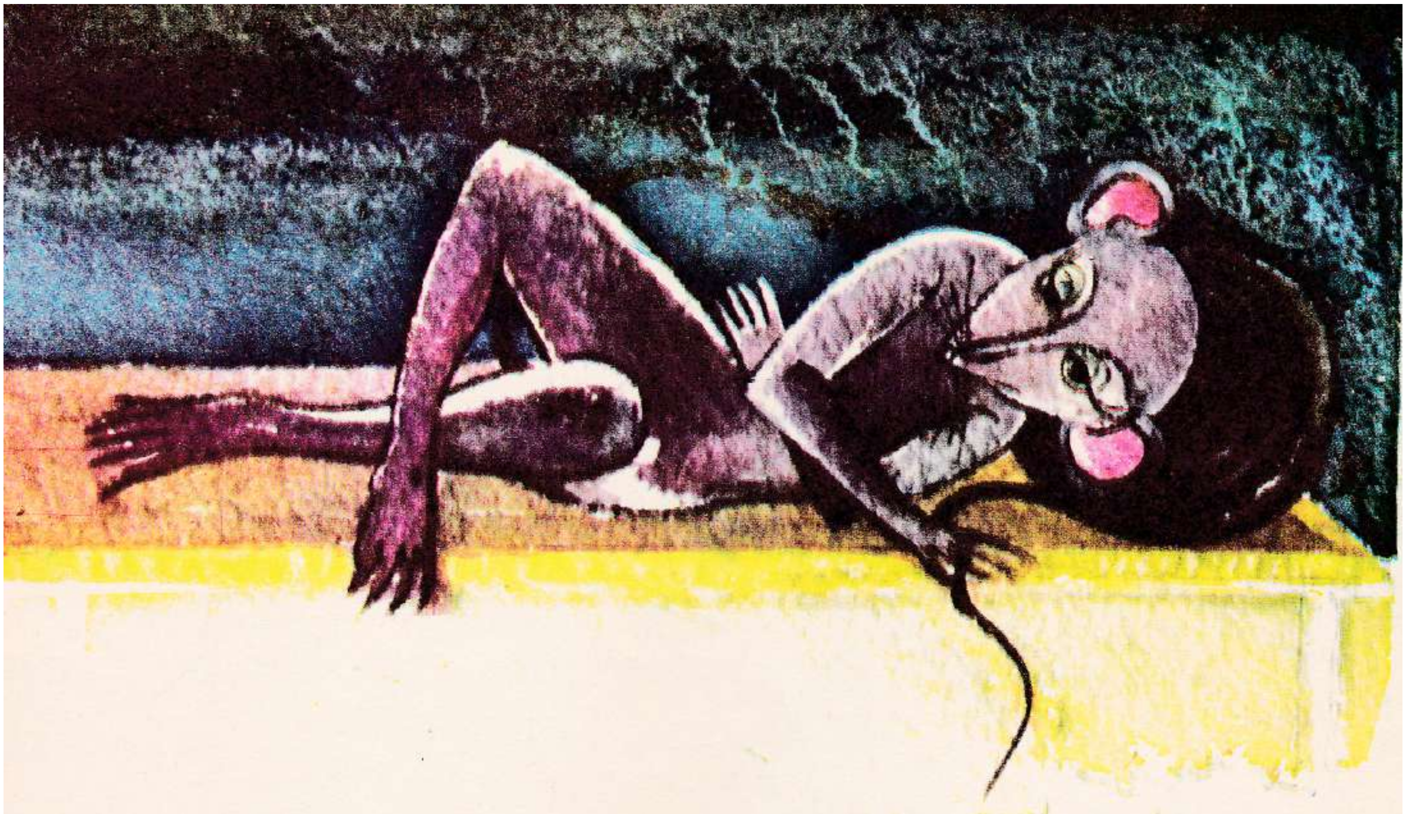
نہیں لگا۔ لیکن یہ اس کا نام پڑ گیا۔ کچھ عرصہ کے بعد اس کی ماں نے بھی اسے دُم چھل کہنا شروع کر دیا اور وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اس نے بھی اس نام پر اعتراض کرنا بند کر دیا۔



دُم چھل کو اپنی لمبی دُم اچھی لگتی تھی، وہ جانتی تھی کہ اتنی لمبی دُم کسی کی نہیں ہے۔ کچھ کی دُم پتلی تھی، کچھ کی موٹی لیکن کسی کی دُم اتنی لمبی نہیں تھی۔
سو، دُم چھل کو اپنی لمبی دُم پر ناز ہونے لگا۔ اس دُم سے وہ کئی کرتب کر سکتی تھی۔ وہ کئی بار اپنی دُم کا جوڑا بنا لیتی اور اس جوڑے میں ایک بڑا سا

خوبصورت پھول لگا لیتی تھی۔ جوڑے میں پھول اڑس کر وہ دوسرے چوہوں کے
درمیان چہل قدمی کرتی تھی، یہ بتانے کے لیے کہ دیکھو میری دُم کے کرتب!
کبھی کبھی وہ اپنی دُم کو مفلر کی طرح گلے میں لپیٹ لیتی تھی۔ وہ خاص طور پر یہ تب
کرتی تھی جب کسی سے بات کرتی ہوتی تھی۔ بات کرتے کرتے وہ اپنی دُم کے ساتھ





کھیلتی رہتی یا اسے ہلاتی رہتی تھی۔ اس کے دوستوں کو یہ سب پسند نہیں تھا، کیونکہ انہیں یہ دکھاوا لگتا تھا۔

دُم چھل کی بہنوں کو بھی اس کی لمبی دُم پسند نہیں تھی۔ انہیں بھی لگتا تھا کہ وہ بہت دکھاوا کرتی ہے۔ رات کو جب سوتے وقت سب اپنے اپنے تکیے نکالتے وہ انکار کر دیتی اور کہتی کہ سر رکھ کر سونے کے لیے میری دُم ہی کافی ہے۔

جب اس کی اماں کھانا پکاتے وقت اسے پانی لانے کے لیے کہتی، وہ سر پہ اپنی دُم کا گھیرا بنا لیتی اور اس پر گھڑا رکھ کر پانی لینے چل دیتی۔ ایسے وقت وہ ایک خاص ڈھنگ سے چلتی اور راستے بھر ہاتھ ہلا ہلا کر چوہوں سے باتیں کرتی جاتی کیونکہ سر پر دُم اور دُم پر گھڑا ایسے جما کر رکھا ہوتا کہ گھڑے کو ہاتھ سے تھامنے

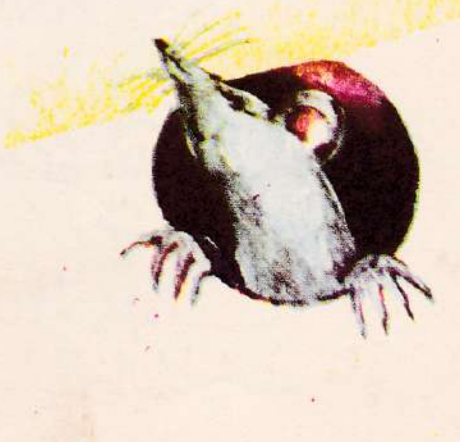




کی ضرورت نہیں ہوتی تھی۔

دُم چھل ایک بڑے مکان کے کونے میں بنے ایک بل میں رہتی تھی۔
اس بل کے ٹھیک اوپر ایک بڑے مکڑے نے جالا بنا رکھا تھا اور وہ اس
کے ٹھیک بیچ میں بیٹھا رہتا تھا۔ وہ ادھر ادھر گھومتا نہیں تھا۔ وہ موٹے
شیشے والا چشمہ پہنے رہتا تھا۔ دُم چھل سوچتی تھی شاید وہ چشمہ دکھاوے کے لیے
لگائے ہوئے ہے۔ ایک دن دُم چھل نے مکڑے سے پوچھ ہی لیا کہ وہ ایسا چشمہ
کیوں لگائے ہوئے ہے؟

مکڑے نے جواب دیا ——— "میں ڈاکٹر ہوں۔"





"کیا مطلب؟" ــــ دُم چھل نے پوچھا۔
جواب میں مکڑے نے کہا ــــ "دیکھو! ڈاکٹر عموماً چشمہ لگاتے ہی ہیں۔ چشمہ نہ پہنے تو کوئی کیسے جانے گا کہ یہ ڈاکٹر ہے ــــ؟"
"اوہ! یہ مجھے معلوم نہیں تھا۔ خیر میں اب یہ بات دوسروں کو بھی بتاؤں گی ــــ"
یہ کہہ کر دُم چھل چلتی بنی۔
اس بل کے دوسری طرف ایک بلی رہتی تھی۔ بلّی خالہ بوڑھی لگتی تھی اور بل سے تھوڑی دوری پر ہمیشہ سوتی رہتی تھی۔ اس کے سوتے رہنے کی وجہ سے دُم چھل نڈر ہو گئی تھی اور اس بات کی پرواہ نہیں کرتی تھی کہ بلّی اس کے کتنے پاس ہے۔
مکڑے نے اپنے موٹے چشمے سے یہ دیکھ کر دُم چھل کو ایک دن خبردار کرتے ہوئے کہا ــــ "اری دُم چھل آتے جاتے وقت اگر تو ٹھیک سے اپنا دھیان نہیں رکھے گی تو ایک دن بلّی خالہ اپنے پنجوں میں جکڑ لے گی۔"
"لیکن ڈاکٹر ــــ" دُم چھل نے کہا۔ "بلّی خالہ بڑھیا ہے اور





ہمیشہ سوتی رہتی ہے۔"

"یہ سچ ہے دُم چھل! لیکن تمہیں ہوشیار رہنا چاہیئے"
مکڑے نے کہا۔ "تم ابھی بچّی ہو اور بلّی کی چالبازی کے بارے
میں کچھ نہیں جانتی ہو ——"

ایک دن کی بات ہے۔ جو ڈر مکڑے کو تھا وہی ہوا۔
دُم چھل اپنی لمبی دم ہلاتی بل سے نکلی اور بلّی خالہ کے پاس سے
گزری۔ بلّی خالہ جاگ گئی اور اس نے دُم چھل پر جھپٹّا مارا۔







دُم چھل پھرتی سے بھاگ نکلی۔ لیکن اس کی لمبی دُم بلّی کے پنجے میں رہ گئی۔ دُم چھل نے اپنی پوری طاقت سے دُم چھڑانے کی کوشش کی لیکن ایک چھوٹے سے حصّے کو چھوڑ کر پوری دُم بلّی کے پنجے میں ہی رہ گئی۔ چھوڑ پکڑ ختم ہونے پر دُم چھل نے دیکھا کہ دُم کٹ گئی ہے۔ وہ تو بچ گئی لیکن کٹی ہوئی دُم بلّی کے پنجوں میں تھی۔ دُم چھل نے گھوم کر اپنی دُم کی طرف دیکھا، بل میں جا کر گھوم کر ایک بار اور دیکھا، اور بار بار دیکھا اور کٹی ہوئی دُم کو دیکھ کر اسے ایسا لگا کہ وہ مارے شرم کے مَر جائے گی۔ اس کی آنکھوں میں آنسوں آ گئے اور جب وہ بل سے باہر آئی تو دیکھتی کیا ہے کہ بلّی شیطان کی طرح مسکراتی ہوئی اس کی دُم سے کھیل رہی ہے۔





اس نے پوچھا ـــــ "کیا تمہیں یہ دُم واپس چاہیئے ۔ ؟"

دُم چھل نے کہا ـــــ "ہاں !"

"تو آؤ ، میں دُم پھر سے چپکا دوں گی ۔"

دُم چھل نے صاف کہا ـــــ "نہیں خالہ !" اور بل میں گھسنے لگی ۔

بلّی خالہ بولی ـــــ "اگر میں دُم واپس دے دوں تو مجھے کیا دو گی ؟"

دُم چھل نے کہا ـــــ "جو چاہو سو ـــ"

بلّی خالہ بولی ـــــ "تو ٹھیک ہے ! تمہاری دُم بہت خوبصورت ہے ، لیکن میرے کسی کام کی نہیں ۔ میں دُم نہیں کھاتی اور خاص طور پر اگر وہ دُم کسی چوہے کی ہو تو وہ میرے گلے



میں پھنس جاتی ہے اور مجھے کھانسی آنے لگتی ہے۔ لیکن میں بھوکی ہوں اور
کھانے کے لیے کچھ نہیں ہے۔ اگر تم میرے لیے تھوڑا سا دودھ لادو تو میں
تمہاری دُم لوٹا دوں گی! بولو کیا کہتی ہو تم؟"

دُم چھل نے پوچھا —— "کیا تم پھر سچ میری دُم لوٹا دوگی؟"

"ہاں ہاں لوٹا دوں گی۔ اگر مجھے دودھ نہیں بھی ملا، پھر بھی میں یہ
دُم تو کھاؤں گی نہیں ——"

"تو خالہ! میری دُم ابھی کیوں نہیں لوٹا دیتیں!"

"کیوں کہ کچھ نہیں دینے کے بدلے تم کچھ اور پا نہیں سکتیں۔"

دُم چھل نے پھر پوچھا —— "لیکن خالہ! میں دودھ کہاں سے
لاؤں گی؟"



مکڑا اوپر سے بولا ـــــ "کوشش کرنا ہوگی"۔
بلّی نے تب ہی کہا ـــــ "دودھ کے بدلے دُم ـــ"
بات سنتے ہی دُم چھل نے دوڑ کر سڑک پار کی اور پھر وہ گوالے کے گھر کے پاس ہی جا کر رکی۔ گوالے نے جب اسے دیکھا تو وہ پریشان ہو گیا....
"کیا ہوا دُم چھل!" وہ حیرت سے بولا۔ "تمہاری وہ لمبی دُم کہاں گئی؟"
دُم چھل رو دی۔ جب رو چکی تو اس نے اپنی کہانی سنانی شروع کر دی۔ گوالا ایک لمبے چہرے اور لمبی ناک والا آدمی تھا۔ وہ اپنے دانتوں سے ایک تنکا چبا رہا تھا۔ دُم چھل کی بات سنتے ہی اس نے تنکے کو اپنے منہ میں بائیں سے دائیں کیا اور بولا ـــــ "تم اس بلّی سے کیوں نہیں کہتیں کہ وہ دُم واپس کر دے؟"





دُم چھل نے جواب دیا۔ "میں نے کہا تھا، لیکن بلّی خالہ اس بات کو ماننے کے لیے اس وقت تک تیار نہیں ہے، جب تک انہیں دودھ کا ایک گلاس نہیں ملے اور اسی لیے تو میں آپ کے پاس آئی ہوں۔"

گوالے کا چہرا اور بھی تن گیا، اس نے منہ میں پکڑا ہوا تنکا پھرادھر سے ادھر گھمایا۔

"بڑے دکھ کی بات ہے، لیکن میرے گھر میں دودھ کی بھی ایک بوند بھی نہیں، تم نہیں جانتیں میری گائے جس کا نام لکشمی ہے تب تک دودھ نہیں دیتی جب تک میں اسے کھانے کے لیے گھاس نہیں دوں گا اور میرے پاس گھاس کا صرف ایک ہی تنکا ہے جو میرے منہ میں ہے اس کے علاوہ کوئی چیز نہیں ہے جو میں لکشمی کو کھانے کے لیے دے سکوں، اگر تم کہیں سے گھاس لا سکتی ہو تو میں دودھ کا انتظام کر سکتا ہوں۔"



اس سڑک کے کچھ آگے ایک بوڑھی عورت رہتی تھی جو گھاس بیچتی تھی۔ اس نے ایک چھوٹی سی دکان لگا رکھی تھی۔ اس کے ہاتھ میں ایک چھڑی رہتی تھی جس سے وہ ان بکریوں اور گایوں کو بھگایا کرتی تھی جو گھاس میں منہ مارنے کے لیے آجاتی تھیں۔ دُم چھل جب وہاں پہنچی تو وہ بوڑھی عورت اسے پہچان نہیں پائی۔

اس نے روکھی آواز میں پوچھا۔ "تم کون ہو ؟"

"میں دُم چھل ہوں امّاں !"

"دُم چھل ہو تو وہ لمبی دُم کہاں گئی ؟"

دُم چھل نے جواب دیا — "وہ نہیں رہی —" اور اس نے بوڑھی امّاں کو اپنی دُم کی دکھ بھری کہانی سنادی۔

بات پوری کر کے دُم چھل نے کہا — "اب وہ بلّی مجھے تب تک دُم نہیں دے گی جب تک میں اسے ایک گلاس بھر دودھ نہیں دوں گی، گوالہ مجھے تب تک دودھ نہیں دے گا جب تک میں

اس کی گائے کے لیے گھاس لے جاکر نہیں دیتی۔ میں اسی لیے آپ کے پاس آئی ہوں۔"

بوڑھی امّاں نے جواب دیا۔ "بات سمجھ میں آگئی۔ لیکن جب تک مجھے کچھ نہیں ملتا تب تک میں کچھ نہیں کر سکتی۔"

دم چھل نے کہا: "لیکن امّاں! مجھے یہ نہیں معلوم کہ میں آپ کو کیا دے سکتی ہوں؟"

"ہاں! مجھے معلوم ہے۔ تم مجھے کیا دے سکتی ہو۔ اگر تمہاری خواہش ہو تو میں تمہیں بتا سکتی ہوں۔"

دُم چھل چپ چاپ کھڑی رہی۔ امّاں نے کچھ دیر چپ رہنے



کے بعد پھر کہا۔ "مجھے ایک کپ تیل چاہیئے۔ میں اچار ڈال رہی ہوں۔ اور مجھے اس تیل کی ضرورت ہے۔ اگر مجھے یہ تیل مل گیا میں ایک ـــــ نہیں دو گٹھّر گھاس دے دوں گی۔ تمہاری مدد کے لیے میں یہ بتا سکتی ہوں کہ تیل کہاں سے ملے گا؟ دیکھو اس سڑک کے پار کوئی سو گز کی دوری پر ایک موٹا سا تیلی رہتا ہے۔"

دُم چھل بات سن کر چل پڑی، کیونکہ معاملہ اس دُم کا تھا جس کے بغیر وہ رہ نہیں سکتی تھی۔

دُم چھل اس موٹے تیلی کو جانتی تھی۔ کیونکہ وہ بہت موٹا تھا اس لیے ہر ایک آدمی اس کی طرف دیکھ کر ہنستا تھا۔ لیکن وہ بڑا آدمی نہیں تھا اس لیے دُم چھل اس کی طرف چل پڑی۔ دوکان کے پاس پہنچی تو جلدی میں نیچے گرے تیل کے اوپر وہ پھسل گئی اور تیلی کے پاس جا کر گری، تیلی ایک چھوٹے سے اسٹول پر بیٹھا پنکھا جھل رہا تھا۔ دُم چھل کے گرنے سے وہ گھبرا کر اسٹول پر چڑھ گیا اور لگا تھر تھر کانپنے۔

اپنے موٹے جسم سے کانپتے ہوئے اس نے پوچھا۔ "تم کیا چاہتی ہو؟"

دُم چھل نے چونک کر پوچھا۔ "آپ اتنا ڈر کیوں رہے ہیں، کیا آپ مجھے نہیں جانتے؟ میں ہوں دُم چھل۔"

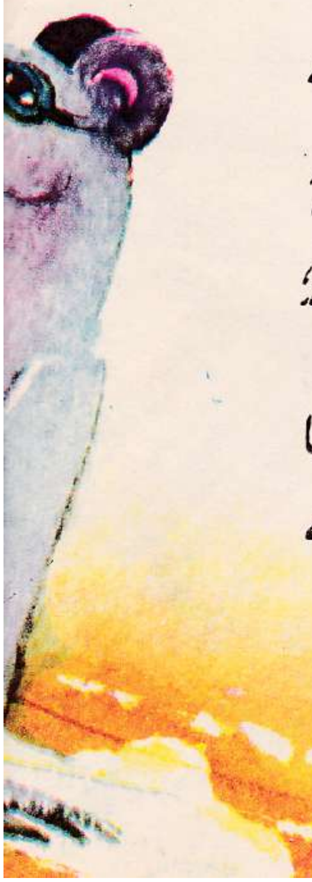
"دُم چھل! ـــــ" اس نے پوچھا۔ لیکن تمہاری تو بڑی لمبی دُم تھی!"

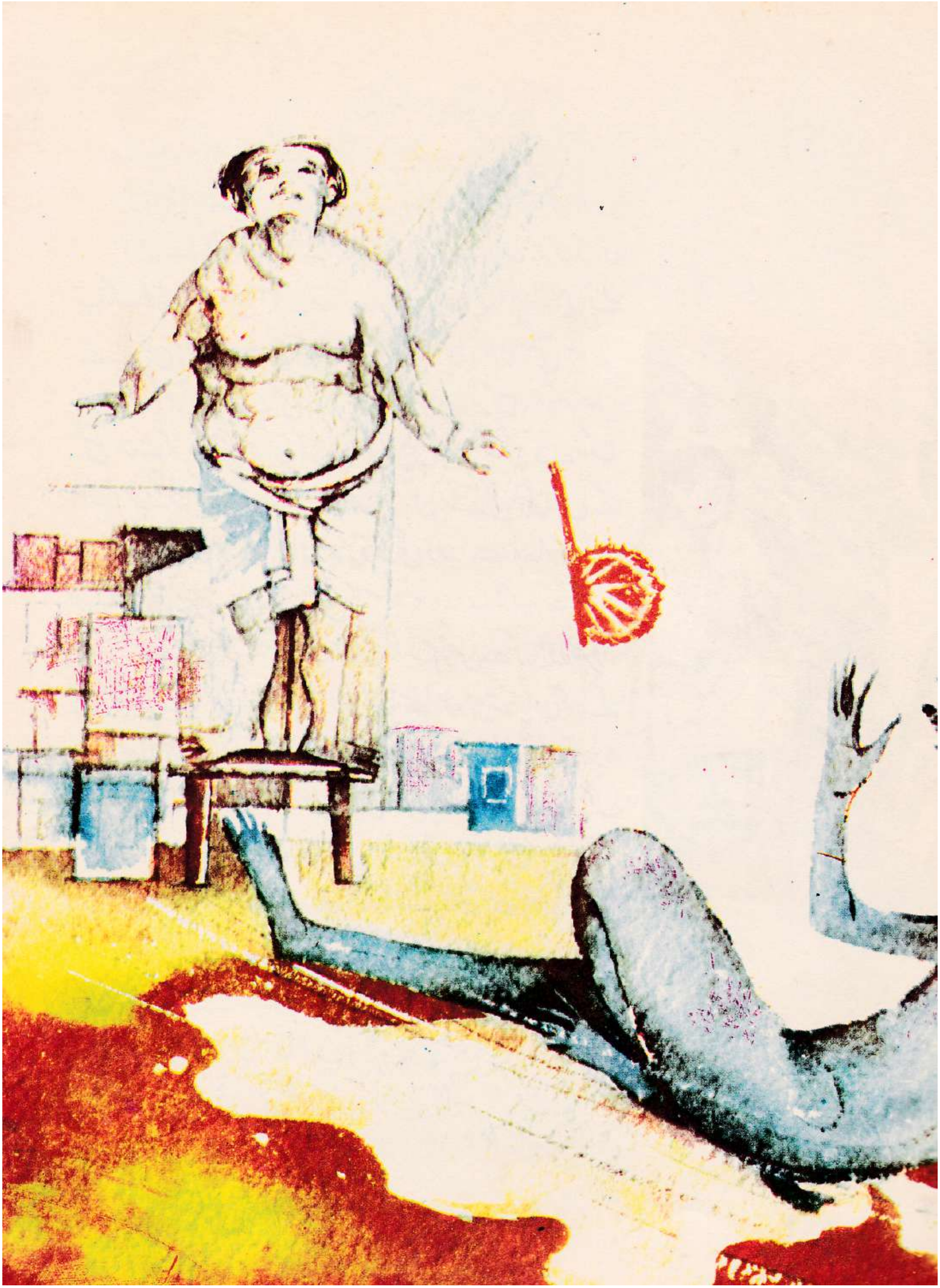
دُم چھل نے گھوم کر بتایا کہ دُم کہاں گئی۔ "میں نے اسے کھو دیا ہے۔"

دُم چھل اطمینان سے بیٹھ گئی اور اپنی دُم کی رام کہانی سنانے لگی۔

"ایک کپ تیل چاہیئے ـــــ" اپنی رام کہانی سنا کر اس نے تیلی سے کہا

"میں تیل تمہیں دے سکتا ہوں، لیکن اس کے بدلے میں مجھے بھی کچھ چاہیئے!"







دُم چھل چونک گئی ۔۔۔ "لیکن میں تمہارے لیے کیا کر سکتی ہوں؟"
اس نے کہا۔ "یہ میں نہیں جانتا کہ تم کیا کر سکتی ہو، لیکن میری بیوی
تب تک کھانا نہیں کھا سکتی جب تک کہ اسے ایک کچّا آم دال میں ڈالنے
کے لیے مل نہیں جائے، بولو کیا تم ایک کچّا آم لا سکتی ہو۔"
دُم چھل چپ تھی، اس موٹے آدمی نے کہا۔ "دُم چھل
منع مت کرو، اگر تم کچّا آم لا سکو تو میں تمہیں تیل دے سکتا
ہوں اُس تیل کی وجہ سے تمہیں گھاس مل جائے گی، گھاس کے
بدلے دودھ مل جائے گا اور دودھ کی وجہ سے تمہاری لمبی
اور پیاری دُم تمہیں مل جائے گی۔"
"میں کوشش کروں گی۔" دُم چھل نے کہا اور پھر وہ
پھل والے کے پاس گئی۔ پھل والا بونا تھا اور ہمیشہ پان کھائے
رہتا تھا۔ اس کے دانت پان کھاتے کھاتے لال ہو گئے تھے۔ وہ
سفید کرتا پہنتا تھا اور لنگی ایسی جس پر طرح طرح کے رنگ
والے پھول بنے ہوئے تھے۔ اس کی دکان بڑی نہیں تھی۔ لیکن
اس میں پھلوں کو رکھنے کے لیے الگ الگ حصّے بنے ہوئے تھے
جو کہ چھت تک اوپر گئے ہوئے تھے، دروازے پر اس کی بیوی
بیٹھی رہتی تھی، جس کے دوسری طرف ان کا گھر تھا۔ جب اسے
کھانا نہیں بنانا ہوتا تھا تو وہ اکثر وہیں بیٹھی رہتی اور پھل
والے سے بات کرتی رہتی تھی پھل والا اپنے آموں کو صاف کر رہا
تھا کہ دُم چھل وہاں جا پہنچی۔ اس نے بات کرنے کی کوشش کی۔
پھل والے نے اپنے لال دانت دکھا کر اسے پیچھے ہٹنے کو کہا۔

دُم چھل پیچھے ہٹ گئی۔

دُم چھل جب پیچھے ہٹی تو اس نے پھل والے کی بیوی کو دیکھا۔ وہ دُم چھل کو بغیر دم کے دیکھ کر اتنی حیران رہ گئی کہ اس کی زبان سے ایک لفظ بھی نہ نکل سکا۔ دُم چھل سر جھکا کر اس کے سامنے کھڑی ہو گئی۔

"ہاں!" دُم چھل نے کہا۔ "یہ صحیح ہے، میری دُم میرے پاس نہیں ہے؟"

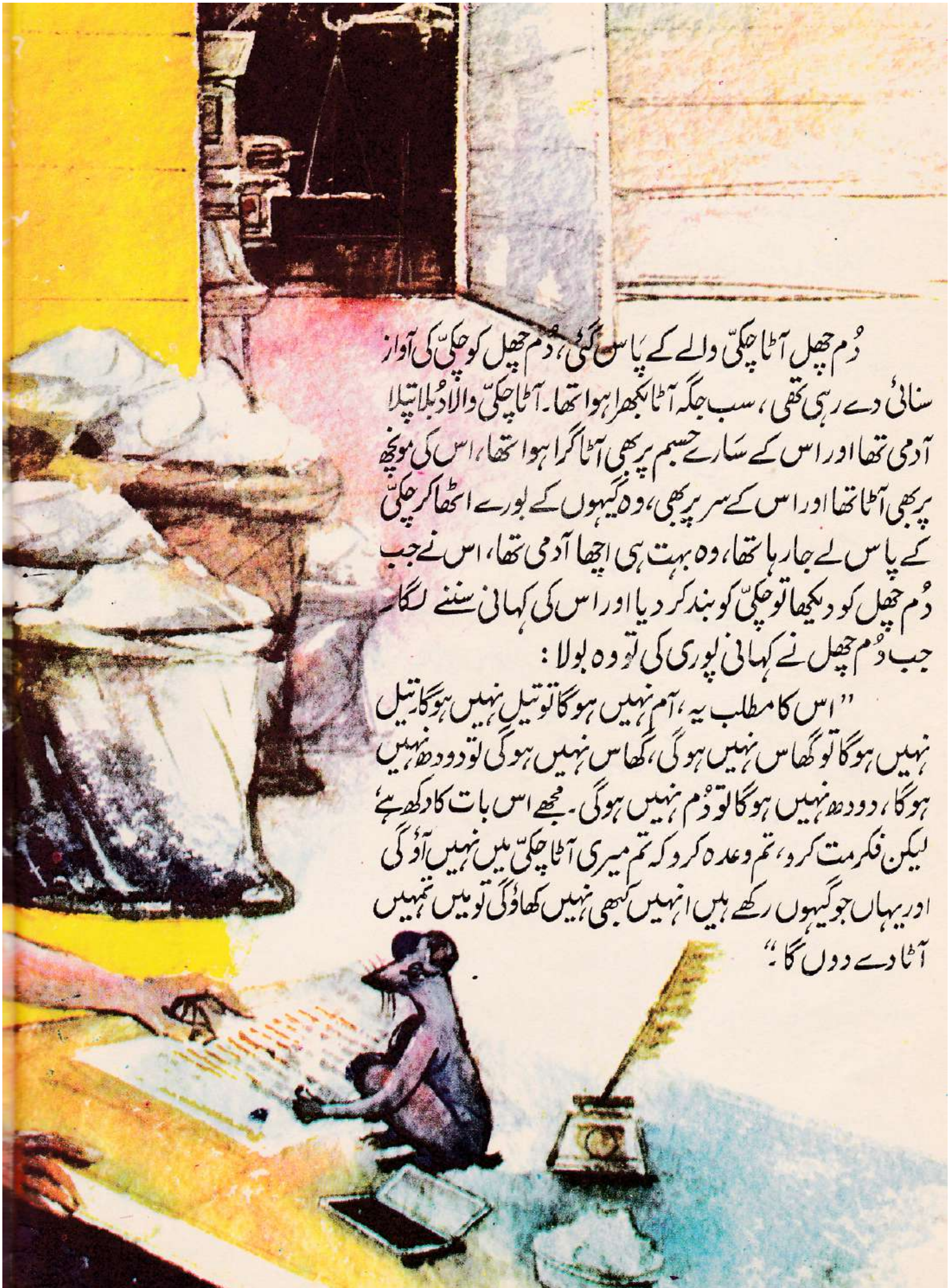
اس نے تب اپنی پوری کہانی سنائی۔

اپنی کہانی ختم کرتے ہوئے اس نے کہا۔ "جب تک میں دودھ لاکر نہیں دوں گی، بلّی میری دُم نہیں لوٹائے گی، لکشمی گائے تب تک دودھ نہیں دے گی جب تک میں اسے گھاس نہیں کھلاؤں گی۔ اور گھاس تب تک نہیں ملے گی جب تک میں اچار بنانے کے لیے تیل نہیں لاؤں گی اور تیلی تب تک تیل نہیں دے گا جب تک کہ میں اسے کچّا آم نہیں دوں گی۔ اسی لیے میں تمہارے پاس آئی ہوں۔"

پھل والی نے کہا: "یہ تو ٹھیک ہے کہ تم یہاں آئیں لیکن روٹی بنانے کے لیے میرے پاس آٹا نہیں ہے، جب میں نے کھانا پکا لیا تھا تب ایک کتّا آیا اور روٹی اٹھا لے گیا، سیدھی بات ہے تم کچھ آٹا لاکر دے دو، میں دو روٹیاں پکا لوں گی اور تمہیں کچّا آم دے دوں گی۔"

دُم چھل جانتی تھی کہ اس پھل والی سے مزید بات کرنے کی کوئی تک نہیں ہے، اس نے کہا۔ "میں جلد ہی لوٹ کر آتی ہوں!"





دُم چھل آٹا چکّی والے کے پاس گئی، دُم چھل کو چکّی کی آواز سنائی دے رہی تھی، سب جگہ آٹا بکھرا ہوا تھا۔ آٹا چکّی والا دُبلا پتلا آدمی تھا اور اس کے سارے جسم پر بھی آٹا گرا ہوا تھا، اس کی مونچھ پر بھی آٹا تھا اور اس کے سر پر بھی، وہ گیہوں کے بورے اٹھا کر چکّی کے پاس لے جا رہا تھا، وہ بہت ہی اچھا آدمی تھا، اس نے جب دُم چھل کو دیکھا تو چکّی کو بند کر دیا اور اس کی کہانی سننے لگا۔ جب دُم چھل نے کہانی پوری کی تو وہ بولا :

"اس کا مطلب یہ، آم نہیں ہوگا تو تیل نہیں ہوگا، تیل نہیں ہوگا تو گھاس نہیں ہوگی، گھاس نہیں ہوگی تو دودھ نہیں ہوگا، دودھ نہیں ہوگا تو دُم نہیں ہوگی۔ مجھے اس بات کا دکھ ہے لیکن فکر مت کرو، تم وعدہ کرو کہ تم میری آٹا چکّی میں نہیں آؤ گی اور یہاں جو گیہوں رکھے ہیں انہیں کبھی نہیں کھاؤ گی تو میں تمہیں آٹا دے دوں گا۔"

دُم چھل نے جواب دیا۔ "اچھا! میں وعدہ کرتی ہوں"۔

اس آدمی نے اپنے اوپر سے آٹا جھاڑا اور ایک میز کے پاس جاکر کاغذ کا ٹکڑا اٹھایا اور اس پر کچھ لکھا۔ "زبانی کہنے کا کچھ نہیں، اب اس کاغذ پر دستخط کر دو، اس میں لکھا ہے کہ تم کبھی ہماری دکان پر نہیں آؤ گی، بھلے ہی بھوکی مر جاؤ، اگر بات نہیں مانی تو میں تمہیں جیل بھیج دوں گا، اب تم یہاں دستخط کرو۔"

دُم چھل میز کے اوپر چڑھ گئی، لیکن بہت ہی شرمندہ ہو گئی، اس نے کہا۔ "مجھے دستخط کرنا نہیں آتا۔"

جواب ملا، یعنی تم لکھ پڑھ نہیں سکتیں، جب کہ سارے چوہے لکھ پڑھ سکتے ہیں، کیا تم کبھی اسکول نہیں گئیں"۔

دُم چھل نے جواب دیا۔ "اسکول تو جاتی تھی، لیکن میں سارے وقت اپنی دُم کو ہی اِدھر اُدھر سے دیکھتی رہتی تھی اس لیے میں پڑھنا لکھنا سیکھ نہیں پائی۔۔!"

چکّی والے نے کہا۔ "تو ٹھیک ہے، اپنا بایاں پنجہ میری طرف بڑھاؤ۔"

اس نے اپنا پنجہ اس کی طرف بڑھا دیا، اس نے اسے سیاہی میں ڈبویا اور کاغذ کے اوپر اس کا انگوٹھا لگا دیا، چکی والے نے اسے آٹا دیا، دُم چھل نے اس کا شکریہ ادا کیا، جب دُم چھل جا رہی تھی تو آٹا چکّی والے نے کہا۔ "جب تمہاری دُم واپس مل جائے تو مجھے آکر بتانا۔"





1. دُم چھل ٹھیک اسی وقت پھل والے کے پاس پہنچی جب وہ کھانا کھانے کی تیاری کر رہا تھا۔

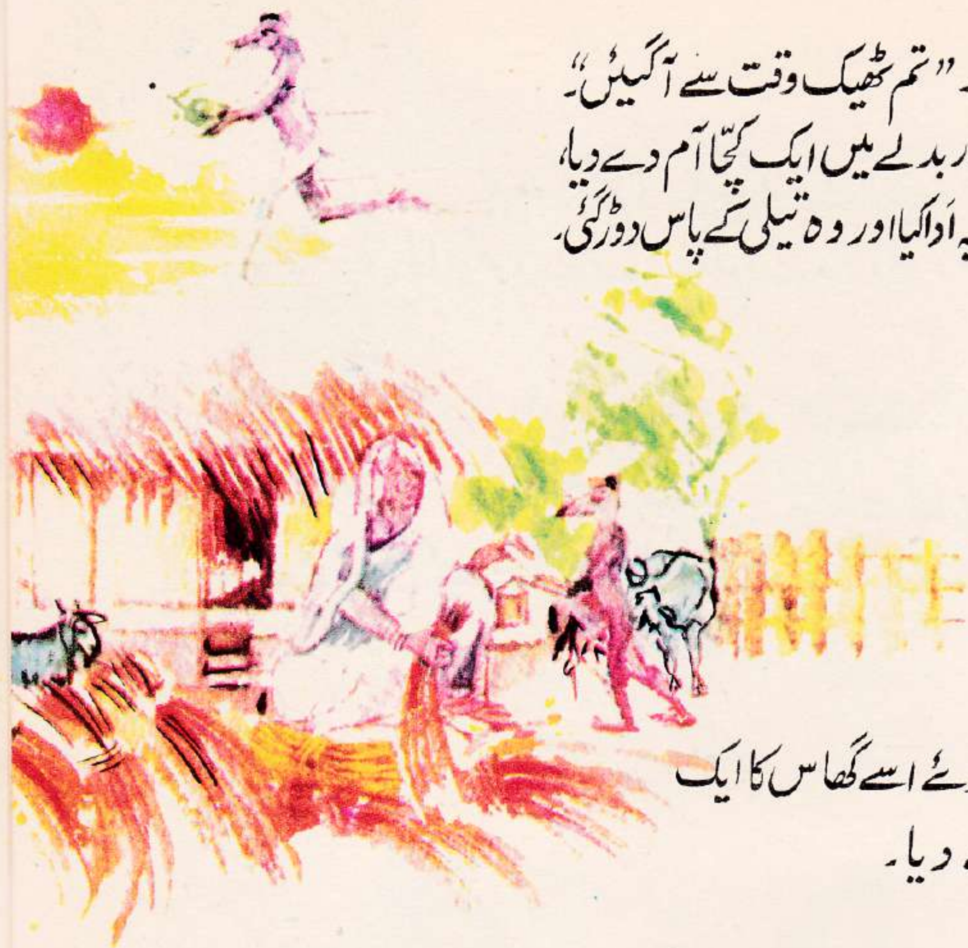


3. تیلی نے خوش ہو کر اسے تیل دے دیا۔



5. لکشمی نے گھاس دیکھ کر خوشی میں دودھ دے دیا۔

2. اس کی بیوی نے کہا۔ "تم ٹھیک وقت سے آگئیں"۔
اس نے آٹا لے لیا اور بدلے میں ایک کچا آم دے دیا،
دُم چھِل نے اس کا شکریہ اَدا کیا اور وہ تیلی کے پاس دوڑ گئی۔

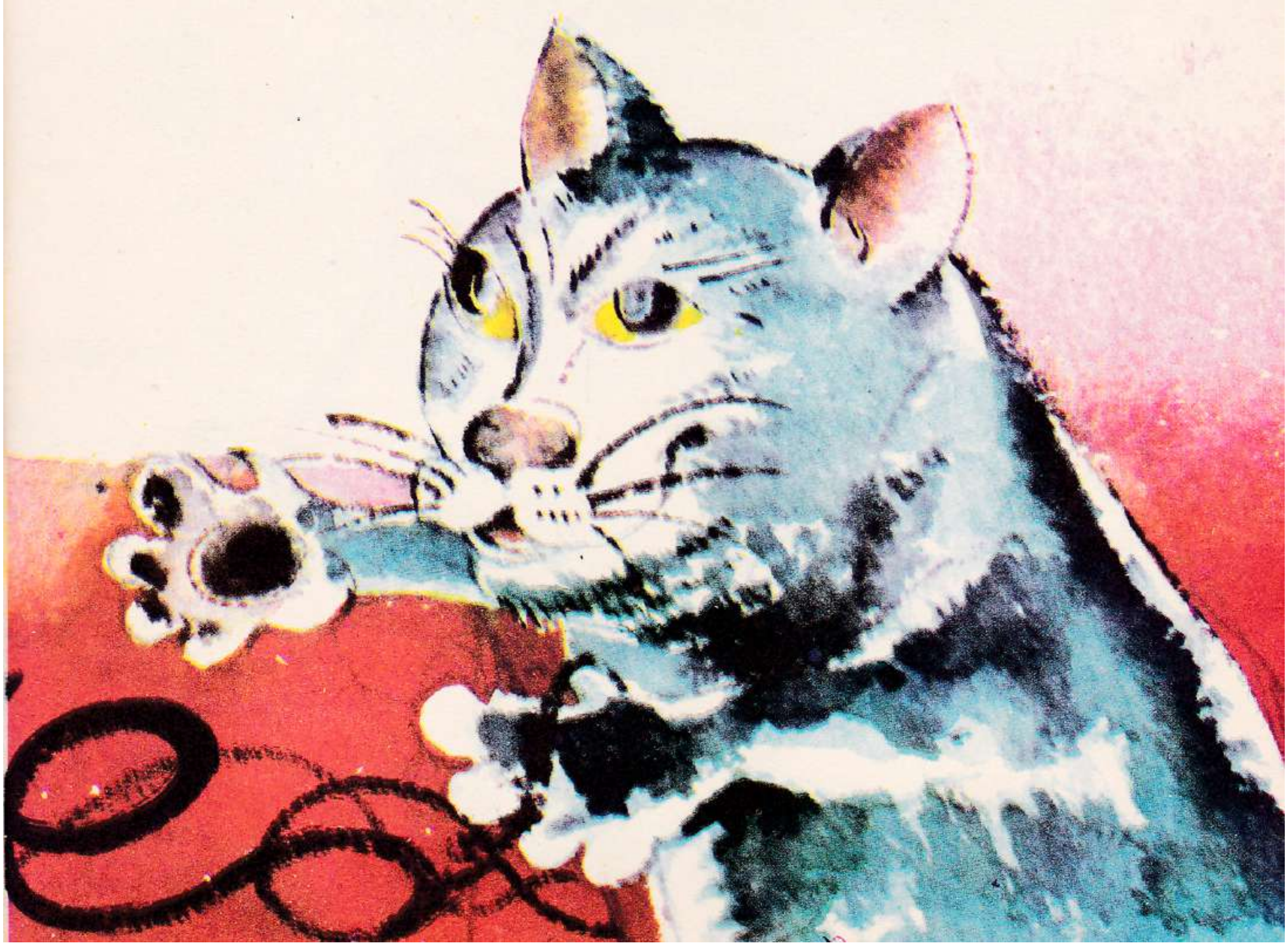


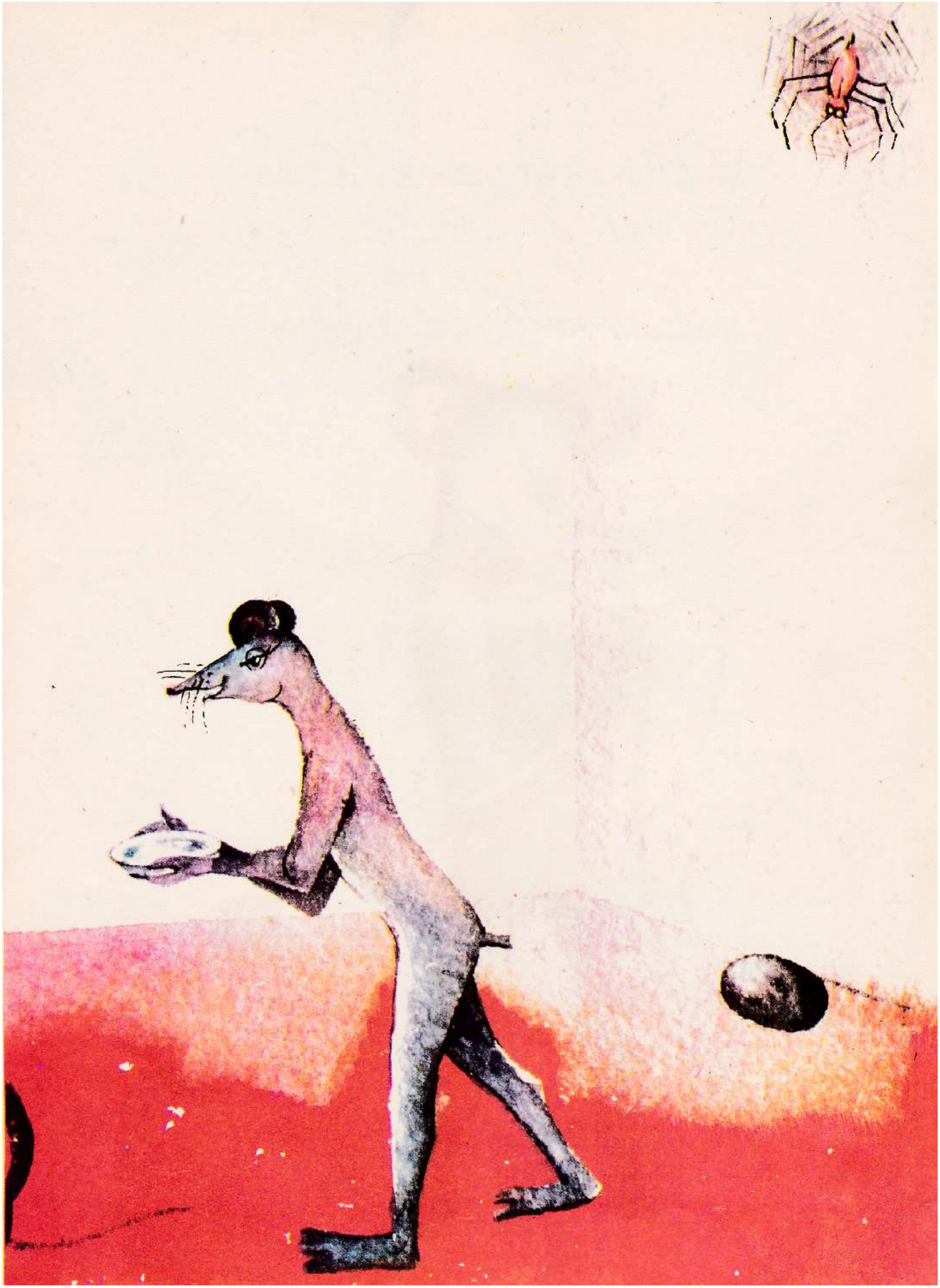
4. بڑھیا نے تیل لیتے ہوئے اسے گھاس کا ایک
گٹھڑ دے دیا۔



گوالے نے بھی دودھ دُم چھل کو دے دیا، دُم چھل نے دودھ لے جاکر بلیّ خالہ کو دے دیا، خالہ نے دودھ دیکھا تو وہ دُم چھوڑ کر دودھ پینے لگی۔

دُم چھل نے اپنی دُم اٹھائی اور اسے گلے میں ڈال لیا، اس نے تبھی دیکھا کہ دُم تو اتنی ہی خوبصورت ہے۔ "لیکن یہ کٹی کہاں سے ہے۔ اب اسے جوڑوں کیسے؟" وہ بڑبڑائی۔





جالا بُنتے ہوئے مکڑے نے اپنا چشمہ اٹھا کر کہا۔
”ری چوہیا! میں بھی یہی سوچ رہا تھا۔ پاس آؤ، آخر
میں ڈاکٹر کس بات کا ہوں؟“
دُم چھل اس کے پاس گئی اور مکڑے نے جالا ۔



بُنتے ہوئے دُم کو ٹھیک سے جوڑ دیا، تب
دُم پہلے جیسی لگنے لگی ۔
دُم چھل نے دُم کو لہرایا، اِدھر اُدھر
ہر طرف، نہ دُم ٹوٹی، نہ گری ،



دُم چھل نے مکڑے کا شکریہ ادا کیا، اس
نے کہا: "شکریہ ڈاکٹر! بہت بہت شکریہ"۔
اور دُم چھل اپنے دوستوں سے ملنے کے لیے
تیزی سے بھاگی ـــــ اپنی دُم کو اِدھر اُدھر سے
دیکھتی ہوئی۔
جیسی اس کی دُم لوٹی، سب کی لوٹے۔



